مسٹر ڈبلیو۔ جی۔ فوکر نے اس سلسلہ میں شخصی طور پر ایک خط اڈیٹر برہان کو بھی لکھا ہے جس میں متعلقہ انعام کے بارہ میں۔ ایک مشورہ طلب کیا ہے، جس کا خاطر خواہ جواب انشاء اللہ جلد بھیجدیا جائے گا۔ بہرحال ہم اس اعلان کا خیرمقدم کرتے ہیں۔ یہ اعلان اس بات کی کھلی دلیل ہے۔ جیسا کہ ہم نے متعدد جگہوں پر بار بار کہا اور لکھا ہے کہ یہ سمجھنا بالکل غلط ہے کہ یورپ میں مذہب ختم ہو گیا ہے۔ بلکہ مذہب زندہ ہے اور وہ سائنس کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ سائنس جس تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہی ہے اسی قدر یہ حقیقت روز بروز منکشف ہوتی جارہی ہے کہ اگر سائنس کا رشتہ مذہب سے بالکل منقطع ہو گیا تو اس کا انجام عالم انسانیت کی مکمل تباہی اور بربادی کے سوا کچھ اور نہ ہو گا۔ اس بنا پر امریکہ، کناڈا اور یورپ میں جہاں سائنس پر تحقیقات اور اس کی اشاعت کے بڑے بڑے ادارے ہیں اور ان پر اربوں کھربوں روپیہ خرچ ہو رہا ہے اس کے ساتھ ہی۔ مذہب کی تعلیم۔ اس پر تحقیق اور اس کی اشاعت کے مستقل ادارے اور مرکز ہیں جو اس مقصد کے لیے کروڑوں روپیہ صرف کر رہے ہیں اور اس سلسلہ میں ہرماہ مذہبی لٹریچر میں غیر معمولی اضافہ ہو رہا ہے۔ ٹملیٹن فاؤنڈیشن کا یہ انعام بھی اس سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے۔ فاؤنڈیشن اس اہم اقدام کے لیے سب مذاہب عالم کی طرف سے مبارکباد کا مستحق ہے۔

افسوس ہے پچھلے ماہ ڈاکٹر عبدالستار صاحب صدیقی کا الہ آباد میں انتقال ہو گیا مرحوم ہندوستان کے ان مغربی تعلیم یافتہ اکابر اساتذۂ عربی و فارسی میں سے تھے۔ جن کی نسل اب چراغ سحری ہے۔ مرحوم علی گڑھ کے اس زمانے کے پڑھے ہوئے تھے جب کہ ابھی وہ صرف کالج تھا۔ انہوں نے یہاں پروفیسر یوسف ہورووتس (JOSEF HOREVITZE) جو صدر شعبۂ عربی تھے ان کی شاگردی میں عربی میں ایم۔ اے کیا اور جب ان کو حکومت ہند کی جانب سے

اعلیٰ تعلیم کے لیے وظیفہ ملا تو موصوف کے ہی تھوڑے سے ۱۹۱۲ء میں جرمنی چلے گئے۔ اس زمانے میں جہاں تک عربی اور فارسی میں ریسرچ کا تعلق ہے فرانس کے ساتھ جرمنی کے نام کا بھی دنیا میں غلغلہ بلند تھا۔ جرمنی میں جو مستشرقین علم و تحقیق کی جوئے شیر کے کوہکن مشہور تھے ان میں پروفیسر تھیو ڈور نولڈیکی اور پروفیسر انو لتمان (ENNO LITTMAN) (۱۸۷۵ء۔ ۱۹۵۸ء) سرخیل گروہ تھے۔ ان دونوں کا اور خصوصاً موخر الذکر کا خاص فن سامی لسانیات تھا۔ خوش قسمتی سے مرحوم کو جرمنی میں ان اساتذہ سے استفادہ کا پورا موقع ملا۔ پروفیسر انو لتمان ان کے استاذ خصوصی تھے جن کی خدمت میں وہ مسلسل سات برس یعنی ۱۹۱۹ء تک رہے، استاد نہایت شفیق اور علم و تحقیق کے بحر ناپیدا کنار کا کامیاب شناور اور شاگرد نہایت ذہین اور سراپا طلب و جستجو! پھر کمی کس چیز کی تھی، ڈاکٹر عبدالستار صدیقی نے فن لسانیات میں وہ کمال پیدا کیا کہ یورپ تک میں مشہور ہو گئے، جرمنی سے آنے کے بعد وہ علی گڑھ، حیدرآباد اور ڈھاکہ رہے، لیکن آخرکار الٰہ آباد یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر اور صدر شعبہ کی حیثیت سے ایسے جمے کہ یہیں سے ۱۹۴۶ء میں ریٹائرڈ ہوئے اور یہیں مستقل طور پر رہ پڑے۔ اپنے علم و فضل اور لسانیات میں خصوصی وسعت و دقتِ نظر کے باعث جامعات اور اربابِ علم کے حلقوں میں بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے جرمنی زبان میں ان کے مقالۂ فضیلت کے علاوہ غالباً کوئی مستقل تصنیف ان کی یادگار نہیں ہے، تاہم جو مضامین (عربی کے علاوہ اردو و فارسی ادبیات پر بھی) ان کے قلم سے نکلے ہیں علم و تحقیق کا شاہکار ہیں۔ چار پانچ برس پہلے مرحوم سے آخری ملاقات جو علی گڑھ میں ہوئی تھی اس میں انھوں نے بتایا

تھا کہ انہوں نے اپنے تمام مطبوعہ مضامین فراہم کر لیے ہیں اور آج کل وہ ان پر نظر ثانی اور ان کی ترتیب و تدوین میں مصروف ہیں۔ مرحوم علم و فضل کے ساتھ ہی اخلاق و عادات کے اعتبار سے نہایت شریف الطبع، باوضع اور خوش اخلاق و ملنسار بزرگ تھے۔ ان کی گفتگو معلومات سے پُر ہوتی تھی۔ اصول و ضوابط کے سخت پابند تھے۔ ان میں کسی قسم کی مداہنت یا رواداری کو گوارا نہیں کرتے تھے، جس سے جو وضع ہو گئی اسے آخر تک نباہتے تھے۔ راقم الحروف کے ایم۔ اے (عربی) کے امتحان میں فلالوجی کے پرچہ کے وہی ممتحن تھے اور اس میں انہوں نے فرسٹ ڈویژن کے نمبر دئے تھے، جو وہ کسی خوش نصیب کو ہی شاذ و نادر دیتے ہوں گے، اس کے چند برسوں کے بعد جب ان سے پہلی ملاقات ہوئی اور میں نے ان کو یاد دلایا کہ میں نے ان سے اتنے نمبر حاصل کیے ہیں تو انہوں نے فوراً پہچان لیا اور اس دن کے بعد سے ہمیشہ جب کبھی اور جہاں کہیں ملے بڑی محبت اور شفقت بزرگانہ سے ملے۔ اب ایسے باوضع بزرگ کہاں ملیں گے۔ ادھر برس سے چند در چند عوارض و اسقام کے باعث چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے تھے اور قوت حافظہ جس کے لیے وہ اپنے ہم عصروں میں ہمیشہ ممتاز رہے بالکل جواب دے چکی تھی، انتقال کے وقت عمر ۹۰ سے کچھ زیادہ تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کو مغفرت و بخشش کی نعمتوں سے نوازے۔

بچپن کے زمانہ کی یاد پر بھروسہ کرنے کے باعث گزشتہ ماہ اگست کے برہان میں صفحہ ۱۴ پر آخری سطر سے پہلی سطر میں بریکٹ کے اندر غلطی سے یہ عبارت لکھی گئی تھی (جرمنی کے جہاز ایمڈن کے نظر آجانے کے باعث) مخدوم و محترم جناب مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی نے حسب معمول اپنی شفقت بزرگانہ سے ایک والا نامہ میں یاد دلایا کہ ایمڈن کا واقعہ تو مولانا شبلی اور پروفیسر آرنلڈ کے اس سفر سے کئی برس بعد جنگ جرمنی کے زمانہ کا ہے اسی لیے اس فقرہ کو واپس لیا جاتا ہے۔ ناظرین ازراہ کرم تصحیح فرما لیں۔